Vol.5 No. 1 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

ڈاکٹر اشفاق احمد ورک کی خاکہ نگاری

***عامر بشیر**

ایم فل اردو سکالر، رفاہ انٹر نیشنل یونیورسٹی، فیصل آباد

****ثوبیہ ارشد**

ایم فل اردو سکالر، رفاہ انٹر نیشنل یونیورسٹی، فیصل آباد

Abstract:

*Literal meaning of "**خاکہ نگاری**" in Urdu literature is "Sketch Writing" It is an art of creating personality character. It is derived from medieval rather it gets its formal roots from the 20th Century with the writing of "**Mirza Farhat Ullah Baig**". Dr. Ashfaq Ahmed Virk admired a lot in contemporary sketch writing. His books **"قلمی دشمنی"، ذاتیات"، خود ستائیاں"خاکہ مستی،** "have been published so far. His most powerful tools in sketch writing are comicalness, funniness and humorous way of illuminating the personality in the imaginary; that makes him unique among others. If one goes through his sketch writings, can literally feel the personality and traits of the character. Dr. Ashfaq Ahmed Virk's sketches are a valuable addition to the tradition of sketching and undoubtedly he can be considered the best sketch writer due to his charming style, impartiality and brevity.*

ادب ایک ایسا آرٹ ہے جس میں فن کار کے تجربات، تاثرات، جذبات اور خیالات لفظوں کی مدد سے ایک خاص شکل اختیار کرتے ہیں جن کی بدولت ہر شعری و نثری صنف اپنی ایک مخصوص ہیئت اور اوصاف رکھتی ہے۔ قریباً تمام اَصناف ِ ادب کا مقصد زندگی کی خاص اداؤں کی تصویر کشی ہوتی ہے۔ خاکہ بھی ایسی ہی صنف ہے جسے اشاروں کا آرٹ کہا جاتا ہے۔ اس میں اتنی وسعت ہوتی ہے کہ ایک پھول کے مضمون میں تمام گلشن کی رُوح بند کی جاسکتی ہے گویا خاکہ میں زندگی کے ہر پہلو کو سمو لینے کی بڑی صلاحیت ہے۔

خاکہ انگریزی لفظ " **SKETCH** "کا مترادف ہے جس کے لغوی معنی ابتدائی نقشہ یا ڈھانچہ کے ہیں اور خاکہ کھینچنا کے معنی ہیں کسی کی لفظی تصویر بنانا۔ ادبی اصطلاح میں خاکہ ایسی صنفِ نثر ہے جو مختصر ہونے کے باوجود کسی شخصیت کا بھرپور تاثر پیش کرے۔ **اسے مرقع یا قلمی تصویر بھی کہتے ہیں۔** اس میں کسی شخصیت کے ظاہری اور باطنی اوصاف بیان کیے جاتے ہیں اور شخصیت کی خوبیوں یا خامیوں کا بیان اس طرح کیا جاتا ہے کہ پڑھنے والے کے سامنے اس شخصیت کی ایک قلمی تصویر اُبھر آئے۔ خاکہ نگاری چند فنی لوازم کی متقاضی ہے؛ جیسے اختصار، حقیقی واقعات کا بیان، واقعات کی تنظیم و ترتیب اور ان کے درمیان ربط و تسلسل، واضح مرقع کشی، دیانت داری، غیر جانبداری، نپے تلے الفاظ اور دلکش انداز میں شخصیت کو بیان کرنا۔ یحییٰ امجد صنفِ خاکہ پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"خاکہ ایک تخلیقی صنفِ ادب ہے جس میں زندہ شخصیت گوشت پوست کا بدن لیے، علمیت کی بھاری بھرکم عباؤں کو دم بھر کے لیے اتار کر، روزمرّہ کے لباس میں نظر آتی ہیں اور ہم انھیں ویسا دیکھتے ہیں جیسا کہ وہ سچ مچ تھے۔"(1)

خاکہ نثری ادب کی ایک دلکش صنف ہے۔ چونکہ اختصار اسکی بنیادی شرط ہے لہذا یہ غزل اور افسانے سے بہت مشابہت رکھتی ہے یعنی افسانہ و غزل کی طرح یہاں بھی اشارے کنایے اور رمزیات سے کام لیا جاتا ہے۔ اردو میں خاکہ نگاری کی عمر زیادہ نہیں ہے۔ مولانا محمد حسین آزاد اولین تذکرہ نگار ہیں جنہوں نے اردو میں پہلی بار انتہائی مفصل انداز میں شعراء کے قلمی مرقعے تیار کئے جس کا ثبوت ہمیں "**آبِ حیات**" میں شامل تذکروں میں مل جاتا ہے، مگر باضابطہ اس صنف کا آغاز بیسویں صدی کی دوسری اور تیسری دہائی میں مرزا فرحت اللہ بیگ کی تحریروں سے ہوا۔ بقول پروفیسر شمیم حنفی:-

" اصطلاحی معنوں میں اردو خاکہ نگاری کا آغاز مرزا فرحت اللہ بیگ سے ہوتا ہے۔ ڈپٹی نذیر احمد اور مولوی وحید الدین سلیم کی جیسی بے مثال تصویریں فرحت اللہ بیگ نے لفظوں میں اتاری ہیں انہیں آج بھی اردو خاکہ نگاری کی روایت کا روشن ترین نقش کہا جاسکتا ہے۔" (2)

مرزا فرحت اللہ بیگ نے 1927ء میں "**نذیر احمد کی کہانی، کچھ ان کی کچھ میری زبانی**" کے عنوان سے اپنے استادِ محترم ڈپٹی نذیر احمد کا خاکہ لکھا۔ ان کے پاس اپنے استاد کی زندگی کے واقعات و حالات کے بارے میں کافی ذخیرہ تھا۔ اگر وہ چاہتے تو سوانح بھی لکھ سکتے تھے لیکن انہوں نے خاکے کو سوانح عمری پر ترجیح دی۔ اس سلسلے میں وہ خود لکھتے ہیں کہ:-

" جہاں مولوی صاحب کی خوبیاں دکھاؤں گا، وہاں ان کی کمزوریوں کو بھی ظاہر کروں گا تاکہ مرحوم کی اصل جیتی جاگتی تصویر کھنچ جائے اور یہ چند صفحات ایسی سوانح عمری نہ بن جائیں جو کسی کے خوش کرنے یا جلانے کے لئے لکھی گئی ہو۔" (3)

اس اقتباس سے خاکہ نگاری کے لیے ایک راہنما اصول ملتا ہے کہ خاکے میں کسی شخصیت کی صرف تعریفی تصویر دکھانے پر ہی اکتفا نہ کیا جائے بلکہ دونوں پہلوؤں کو ضبطِ تحریر لایا جائے۔ مرزا فرحت اللہ بیگ کے بعد خاکہ نگاری میں رشید احمد صدیقی کی دو کتابوں "**گنج ہائے گراں مایہ**" اور "**ہم نفسانِ رفتہ**" مولانا چراغ حسن حسرت کی "**مردم دیدہ**" مولانا عبدالمجید سالک کی "**یارانِ کہن**" عبدالسلام خورشید کی "**وے صورتیں الٰہی**" جگن ناتھ آزاد کی "**آنکھیں ترستیاں ہیں**" محمد طفیل کی "**معظم**" اور "**مکرم**" احمد بشیر کی "**جو ملے تھے راستے میں**" رئیس احمد جعفری کی "**دید و شنید**" اور شاہد احمد دہلوی کی کتاب "**گنجینۂ گوہر**" کے علاوہ سعادت حسن منٹو کی "**لاؤڈ سپیکر**"، "**گنجے فرشتے**" اور ممتاز مفتی کی "**اور اوکھے لوگ**" کو اہم درجہ حاصل ہے۔ اس کے علاوہ شوکت تھانوی، سید ضمیر جعفری، عطاالحق قاسمی، احمد بشیر، ضیاء ساجد، ڈاکٹر یونس بٹ اور اعجاز رضوی شامل ہیں۔

خاکہ نگاری کا تذکرہ اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک مولوی عبدالحق کی خاکوں پر مبنی کتاب "چند ہم عصر" کا ذکر نہ کیا جائے۔ مولوی صاحب خاکہ نگاری کے فن کو عروج دینے والوں میں سرِ فہرست ہیں۔ متذکرہ کتاب میں مولوی صاحب نے تقریباً اپنے بیس ہم عصر احباب کی خوبیوں اور خامیوں کا ذکر کرتے ہوئے نہایت حقیقت بیانی اور صاف گوئی سے کام لیا ہے جس کی بدولت انہوں نے بعد میں خاکہ نگاری کے میدان میں آنے والوں کے لیے معیار مقرر کر دیا ہے کہ خاکہ صرف خوبیوں سے مزین نہ ہو بلکہ شخصیت کے کمزور پہلوؤں کا ذکر بھی کیا جائے تاکہ خاکہ خاکہ رہے نہ کہ قصیدہ بن جائے۔

دورِ حاضر کے خاکہ نگاروں میں ایک معتبر نام ڈاکٹر اشفاق احمد ورک کا ہے۔ 3 جون 1963ء کو شیخوپورہ کے ایک گاؤں حنیف کوٹ میں پیدا

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

ہوئے۔ میٹرک اپنے گاؤں سے کیا، ڈگری کالج شیخوپورہ سے بی اے کرنے کے بعد 1988ء میں پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج سے ایم اے کیا اور 2003ء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری پنجاب یونیورسٹی سے حاصل کی۔ طنز و مزاح ان کا موضوع خاص ہے، جس کی واضح جھلک ان کی تحریر و تقریر میں دیکھی اور محسوس کی جاسکتی ہے، مزاح کی طرف ان کا فطری رجحان ہے جس کے اظہار کے لئے انہوں نے خاکہ کی صنف کو اپنایا۔ اس بارے میں وہ خود رقمطراز ہیں:-

"بعض لوگ مزاح کو خاکے کا لازمہ سمجھتے ہیں لیکن ہمارے بیشتر ناقدین اس نکتے پر متفق ہیں کہ مزاح خاکہ نگاری کا باقاعدہ حصہ نہیں ہے۔ لیکن اگر خاکے میں سلیقے کے ساتھ مزاح کا تڑکا لگایا جائے تو وہ عموماً اسے چار چاند لگانے میں بقیہ تمام حربوں کی نسبت زیادہ معاون ثابت ہوتا ہے۔" (4)

ڈاکٹر اشفاق احمد نے خاکہ نگاری میں مزاح کی چاشنی پیدا کی ہے اور یہی ان کے خاکوں کی انفرادیت ہے جو انہیں دیگر خاکہ نگاروں سے ممیز کرتی ہے۔

خاکہ نگاری کے شہسوار ڈاکٹر اشفاق احمد ورک موجودہ دور میں اپنا ایک الگ اور منفرد مقام بنا چکے ہیں۔ خاکوں پر مبنی ان کی پہلی کتاب **"قلمی دشمنی"** کے دلچسپ عنوان سے شائع ہوئی۔ اس کتاب کو ادبی حلقوں میں جو پذیرائی ملی، اس کا اندازہ اس کتاب کے قلیل مدت میں چار ایڈیشن چھپ جانے سے ہو جاتا ہے اور مانگ روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی شگفتہ خاکوں پر مبنی دوسری تصنیف **"ذاتیات"** 1997ء میں منظرِ عام پر آئی، اس کے بعد **"خودستائیاں"** 2004ء میں، کرداری اور شخصی دونوں قسم کے خاکوں پر مشتمل ان کی تصنیف **"خاکہ مستی"** 2009ء میں منصۂ شہود پر آئی۔

ڈاکٹر اشفاق احمد ورک کے خاکوں کا جائزہ لیا جائے تو سب سے پہلے خاکوں کے لیے منتخب شخصیات کی طرف دھیان جاتا ہے۔ کچھ ناقدین نے شخصیات کے اس انتخاب پر اعتراض بھی کیا ہے کہ اشفاق احمد نے بڑی بڑی شخصیات کے منافع بخش خاکے لکھنے کی بجائے عام لوگوں کے اور عام / غیر اہم (ان معترضین کے نزدیک) کرداروں کے خاکے لکھ کر خسارے کا سودا کیا ہے تو اس اعتراض کے جواب میں اشفاق نے ممتاز مفتی کا جملہ نقل کیا ہے۔ ممتاز مفتی نے یہ جملہ ڈاکٹر اشفاق احمد کے اپنے دوستوں کے تحریر کردہ خاکے پڑھنے کے بعد کہا تھا کہ **"ورک تمہارے دوستوں کے خاکے پڑھ کر جی چاہتا ہے کاش! میں تمہارا دوست ہوتا"**۔ پھر ایسا بھی نہیں کہ ڈاکٹر اشفاق نے محض اساتذہ اور دوستوں کے خاکے لکھے ہیں بلکہ کئی نامور شخصیات، جنھوں نے اپنے اپنے میدان کے فن میں کمال عروج حاصل کیا تھا، ان کے خاکے بھی لکھے ہیں۔ جن میں مرزا غالب، سعادت حسن منٹو، ابنِ انشا، مشتاق احمد یوسفی، زیبا بختیار، پروین شاکر، مادھوری ڈکشٹ، نوشی گیلانی، عطاء الحق قاسمی، ڈاکٹر سجاد باقر رضوی، ڈاکٹر تحسین فراقی، احمد ندیم قاسمی، رحیم گل اور ڈاکٹر یونس بٹ شامل ہیں۔ ان معروف و مقبول شخصیات کے علاوہ چند نئے ابھرتے ہوئے شعراء، مزاح نگار اور ادیبوں کے خاکے بھی لکھے ہیں جن میں حنیف صوفی، خرم عباس ورک اور سعود عثمانی و دیگر شامل ہیں۔

اردو ادب میں تشبیہات و استعارات کا بر محل استعمال تحریر کے حسن کو چار چاند لگا دیتا ہے۔ ڈاکٹر اشفاق نے بھی انوکھی تشبیہات استعمال کر کے مزاح کی چاشنی میں مزید اضافہ کیا ہے۔ مثال ملاحظہ ہو:-

"پچھلے دنوں ایک اچھے بھلے دوست اچانک انارکلی میں مل گئے۔ سر کے بال اور ڈاڑھی ملکی کرپشن اور جوانوں کے حوصلوں کی طرح بڑھے ہوئے تھے۔" (5)

اشفاق احمد ورک کے خاکوں کا اسلوب شگفتہ اور دلکش ہے۔ ان کی زبان و بیان میں طلسم کاری ہے۔ اپنے خاکوں میں مزاح پیدا کرنے کے لئے رعایت لفظی، تحریف نگاری، اردو اور فارسی محاورات و اشعار میں تبدیلی (پیروڈی)، فقرہ سنجی اور اردو، پنجابی اور انگریزی کی تراکیب جیسے فنی حربوں کا استعمال کرتے ہیں۔ بشیر باوا کے خاکے **"الھڑ بلھڑ باوے دا"** میں ان کا تعارف کچھ یوں کرواتے ہیں:-

"ان کے پورے چہرے پر اب محض بھنویں ہی ہیں جن میں ابھی تک چند ایک کالے بال ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کے لگتا ہے کہ ان کی بھنویں ان کے باقی جسم سے سال بعد پیدا ہوئی ہیں۔" (6)

ڈاکٹر اشفاق کی تحریروں میں ان کا سب سے توانا حربہ لفظی بازیگری کا ہے لہٰذا انھیں لسانی مزاح نگار کہا جاسکتا ہے۔ انھیں لفظیات اور مستعمل تراکیب سے کھیلنے کا فن خوب آتا ہے۔ جیسا کہ بشیر باوا کے خاکے ہی میں لکھتے ہیں کہ :-

"ان کی شکل کو دیکھ کر ان کی عمر کا اندازہ لگائیں تو لگتا ہے قلی قطب شاہ کے کلاس فیلو رہے ہوں گے، ان کو پیچھے سے دیکھیں تو گوتم بدھ لگتے ہیں، سامنے سے دیکھیں تو منگل بدھ لگتے ہیں۔" (7)

اگر ڈاکٹر اشفاق احمد کو لفظوں کا جادوگر کہا جائے تو غلط نہ ہو گا، عنوانات سے لے کر مشمولات تک انہوں نے کہیں لفظوں کی صوتیات سے چھیڑ چھاڑ کی ہے تو کہیں ان میں تغیر و تبدل سے مزاح پیدا کیا ہے۔ مثال کے طور پر نوشی گیلانی کے خاکے کا عنوان **"یس شی گیلانی"** اور سجاد باقر رضوی کے خاکے کا نام **"باقردار"** لکھا ہے۔ ڈاکٹر اشفاق لفظوں کے ہیر پھیر سے مزاح پیدا کرنے کا ہنر بخوبی نبھانا جانتے ہیں۔ ایک ماہر کرتب باز کی طرح کبھی الفاظ و محاورات کے الٹ پھیر، کبھی لفظوں کی تکرار تو کبھی کسی لفظ کی جائے نقطہ بدل کر اور کبھی الفاظ کے انوکھے اور عجیب استعمال سے قاری کو دلچسپ صورتحال سے دوچار کر دیتے ہیں۔ محاورہ و روزمرہ کے بر محل اور برجستہ استعمال کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:-

"وہ جب سے مسلمان ہوا ہے اس کی آنتیں قل ھو اللہ پڑھتی ہیں۔" (8)

"منے! زیادہ دودھ نہ پیا کرو، تمھارا خون سفید ہو جائے گا۔" (9)

الفاظ کے ہیر پھیر اور متضاد الفاظ سے پیدا کیے ہوئے مزاح کی ایک مثال ملاحظہ ہو:-

"ہم دونوں ایک ہی کشتی کے سوار تھے لہٰذا ڈوبتے کو دوسرے ڈوبتے کا سہارا۔" (10)

خاکے میں شخصیت کی اصل تصویر بے کم و کاست قاری کو دکھائی دینے کے لیے غیر جانبداری کو اساسی اہمیت حاصل ہے۔ اگرچہ زیر عنوان شخصیت سے ہمدردی اور پیار کا رشتہ ہونا بھی ضروری خیال کیا جاتا ہے مگر شخصیت کے اخلاقی و کرداری اوصاف اور عادات کو اپنی پسند و ناپسند کے مطابق بیان نہیں کرنا چاہیے۔ ڈاکٹر بشیر سیفی اپنے مضمون فن **"خاکہ نگاری"** میں لکھتے ہیں:-

"ہمارے ہاں ادیبوں اور شاعروں کے خاکے لکھتے وقت ان کے فنی مقام و مرتبہ پر بھی اظہار رائے کیا جاتا ہے۔ جس سے خاکہ تنقیدی رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ حالاں کہ خاکے کا مقصد ادیب اور شاعر کو نہیں بلکہ اس کے اندر چھپے ہوئے انسان کو پیش کرنا ہوتا ہے۔" (11)

Vol.5 No. 1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ڈاکٹر اشفاق نے اس عنصر کو بہت عمدہ طریقے سے نبھایا ہے۔انھوں نے نہ تو کسی شخصیت کو فرشتہ ثابت کرنے کی سعی کی ہے اور نہ کسی کو شیطان بنانے کی ۔ان کی تحریروں میں بے تکلفی اور اپنائیت کی پھوار واضح طور پر محسوس کی جاسکتی ہے۔ جیسے رفیع الدین ہاشمی کے خاکے میں ان سے گھر میں ملاقات کا احوال کچھ یوں بیان کرتے ہیں کہ:-

"گھر کا ماحول اتنا پر سکون اور فضا پر اس قدر سکوت طاری ہوتا ہے جیسے ابھی ابھی مرنے کے بعد کیا ہو گا پڑھ کے بیٹھے ہوں۔ان کا گھر بچوں اور کتابوں سے بھرا ہوا ہے، لیکن خاموشی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ پتہ ہی نہیں چلتا کہ کتابیں کون سی ہیں اور بچے کون سے۔" (12)

ایک اچھا مزاح نگار دوسروں کے ساتھ اپنے اوپر ہنسنے کا حوصلہ بھی رکھتا ہے۔ڈاکٹر اشفاق احمد ورک نے بھی "خودستائی" اور "کثرت نفسی" کے عنوان سے اپنے دو خاکے لکھے ہیں جو ان کی کتابوں میں موجود ہیں۔ ڈاکٹر اشفاق نے اپنا خاکہ لکھتے ہوئے کسی رو رعایت سے کام نہیں لیا بلکہ بہت بے باکانہ انداز میں اپنا کچا چھٹا کھول کر بیان کیا ہے اور سراپا نگاری میں چہرے کے خدوخال اور وضع قطع کی تفصیل بتانے کی بجائے انوکھے انداز میں خود پر ہنسنے اور دوسروں کو ہنسانے کا موقع فراہم کیا ہے، لکھتے ہیں:-

" عقل اتنی نہیں کہ اس پہ پردہ یا پتھر پڑنے کا خدشہ ہو۔ ہیئت ایسی کہ اکیلے میں سینما سے انگریزی فلم کا ٹکٹ نہیں ملتا۔کہیں جا رہا ہوں تو لگتا ہے بھیجا جا رہا ہوں۔مونچھیں کٹوا کے آج بھی کسی اخبار میں تصویر بھجوا دوں تو وہ بخوشی بچوں والے ایڈیشن میں شامل کر لیں۔شیو کا یہ عالم ہے کہ ایک بار شیو وغیرہ کر چکنے کے بعد دھونے کے لیے ریزر کھولا تو پتہ چلا کہ اس میں بلیڈ ہی نہیں تھا۔" (13)

ڈاکٹر اشفاق احمد ورک کا مزاج خاکہ نگاری سے خاص مناسبت رکھتا ہے۔انھوں نے خاکے میں مزاح کی چاشنی سے انفرادیت پیدا کی ہے۔وہ جب بھی کسی شخصیت کی تعریف کرتے ہیں تو مدح سرائی کا گمان نہیں ہوتا اور جب کسی کی شخصیت کے کمزور اور منفی پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہیں تو اس کے خلاف نفرت نہیں بلکہ ہونٹوں پر ایک مبہم سی مسکراہٹ تیر جاتی ہے۔یوں ڈاکٹر صاحب ہر پہلو کے ساتھ منصفانہ رویہ برقرار رکھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مرزا غالب کے خاکے میں جو ان کی اپنی ہی تحریروں سے مرتب کیا گیا ہے ڈاکٹر اشفاق احمد کی منتخب کردہ عبارت ملاحظہ ہو:-

" میں نے پہلے لڑکے کا اسم تاریخی نظم کر دیا تھا وہ لڑکا نہ جیا۔۔۔میری نحوست طالعی کی تاثیر تھی، میرا ممدوح جیتا نہیں۔نصیر الدین حیدر اور امجد علی شاہ ایک ایک قصیدے میں چل دیے، واجد علی شاہ تین قصیدوں کے متحمل ہوئے، پھر نہ سنبھل سکے، جس کی مدح میں دس بیس قصیدے کہے گئے وہ عدم سے بھی پرے پہنچا ۔" (14)

خاکہ نگاری کے لیے لگاؤ اور اپنے کام سے دلچسپی ظاہر کرنے کے لئے شاید ہی اس سے بہتر، مختصر مگر جامع اور شگفتہ جملے لکھے جاسکیں۔ الفاظ کے چناؤ کا یہ کمال ڈاکٹر اشفاق کا ہی خاصہ ہے جو ان کی تحریروں میں جا بجا ملتا ہے۔شخصی خاکوں کے علاوہ ڈاکٹر اشفاق احمد ورک نے کرداری خاکے بھی بہترین انداز میں لکھے ہیں "**بچہ جمہوریت** " (15) میں ملکی صورتِ حال اور نام نہاد جمہوریت کی عکاسی جس شگفتہ انداز میں کی گئی ہے اس کا کوئی جواب نہیں۔اسی طرح "**دو صدیوں کا مکالمہ** " (16) مغربی تہذیب اور اکیسویں صدی کا ہماری معاشرتی و ثقافتی اقدار پر اثرات کا بہترین نمونہ ہے۔مزاح نگاری اور خاکہ نویسی دونوں اصناف کو یوں تو ایک دوسرے میں سمویا جاسکتا ہے لیکن بالعموم دیکھا گیا ہے کہ ایسے خاکے جو مزاح کے رنگ میں لکھے گئے ہوں، مزاح پیدا کر سکیں یا نہ کر سکیں، خاکے بہرحال نہیں رہتے۔ چنانچہ قاری ایسی تحریروں سے نہ مزاح کی چاشنی حاصل کر سکتا ہے اور نہ شخصی خاکوں کا ساحظ اٹھا سکتا ہے لیکن ڈاکٹر اشفاق نے مزاح اور خاکے کے توازن و تناسب کو اپنی تحریروں میں ملحوظ رکھا ہے۔ان کے خاکے پڑھتے ہوئے ہم نہ صرف مذکورہ شخص سے متعارف ہوتے ہیں بلکہ مزاح کا عنصر قاری کے لیے نشاطِ طبع اور شگفتگی قلب کا سامان بنتا ہے۔یوں ڈاکٹر اشفاق کے تحریر کردہ خاکے اپنے قارئین کے لیے شخصی دوستی کی راہ ہموار کرتے نظر آتے ہیں۔بقول ممتاز مفتی ہر قاری کا جی چاہتا ہے کاش میری بھی ڈاکٹر ورک سے شناسائی ہوتی اور وہ میرا بھی خاکہ لکھتے۔ان کی تعریف میں اردو کے سند یافتہ مزاح نگار مشتاق احمد یوسفی کچھ یوں رقم طراز ہیں:-

"اشفاق احمد ورک نئے شگفتہ نگاروں میں ایک منفرد لہجہ اور نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ان کی حسِ مزاح تیز اور انداز تیکھا ہے۔" (17)

ڈاکٹر اشفاق احمد نے اپنے نوکِ قلم سے ادب کے کینوس پر جتنے اسکیچ ابھارے ہیں ان کو شخصی خوبیوں، خامیوں اور کمزوریوں کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ان کی تصویروں میں سیرت کے نقش و نگار نکھر کر سامنے آجاتے ہیں۔اس کے باوجود وہ تصویریں بغض و عناد کی گرد سے آلودہ نظر نہیں آتیں۔ان کے فن کی بدولت ان کی پیش کردہ ہستیاں جیتے جاگتے انسان کے روپ میں ملتی ہیں۔**ان کے کردار محض سایوں کی مانند قاری کے سامنے نہیں آتے بلکہ وہ انہیں اس طرح پہچانتا ہے جیسے برسوں سے ان سے واقفیت رکھتا ہو۔** وہ نہایت معمولی جزئیات کو بھی بڑی مہارت سے پیش کرتے ہیں۔عام نگاہوں میں جن چھوٹے چھوٹے واقعات کی کوئی قدر و قیمت اور وقعت نہیں ہوتی، وہ اپنی ساحرانہ فن کاری کی بنا پر انہیں اہم اور قیمتی بنا دیتے ہیں۔

یوں مجموعی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ڈاکٹر اشفاق احمد ورک نے خاکہ نگاری کی صنف میں نئے امکانات پیدا کیے ہیں۔خاکہ نگار نے شخصیات کے ظاہری اور باطنی اوصاف کو اپنے مخصوص ظریفانہ اسلوب میں قارئین کے سامنے یوں پیش کر دیا ہے کہ زیرِ مطالعہ شخصیات سے اجنبیت ہونے کے باوجود ان کے مطالعے میں قاری کی دلچسپی اور انہماک قائم ہو جانے سے اپنائیت در واہو جاتا ہے۔اس لیے ڈاکٹر اشفاق احمد ورک کے خاکے خاکہ نگاری کی روایت میں قابلِ قدر اضافہ ہیں اور بلاشک وشبہہ ڈاکٹر اشفاق احمد ورک کو ان کے شگفتہ اسلوب، غیر جانبدارانہ رویے اور اختصار کی خوبی کے باعث بہترین خاکہ نگار گردانا جاسکتا ہے۔

حوالہ جات

1. یحیٰ امجد، اُردو میں خاکہ نگاری، مشمولہ، اردو نثر کا فنی ارتقا، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، 2015ء، ص۔ 373
2. شمیم حنفی، پروفیسر، مرتب: آزادی کے بعد دہلی میں اُردو خاکہ، اُردو اکادمی، دہلی، 2009ء، ص۔ 16
3. فرحت اللہ بیگ مرزا، "مولوی نذیر احمد کی کہانی کچھ ان کی کچھ میری زبانی"، ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، 1952ء ص۔19
4. اشفاق احمد ورک، ڈاکٹر "خودستائیاں" لاہور، کتاب سرائے، 2005، ص۔ 12
5. اشفاق احمد ورک، ڈاکٹر "قلمی دشمنی" لاہور، بیت الحکمت، 2014، ص۔ 24

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No. 1 2022

6. اشفاق احمد ورک،ڈاکٹر "خاکہ مستی "لاہور، کتاب سرائے،2009،ص۔ 17
7. ایضاً،ص۔20
8. اشفاق احمد ورک،ڈاکٹر "قلمی دشمنی "لاہور، بیت الحکمت،2014،ص۔31
9. ایضاً،ص۔31
10. ایضاً،ص۔46
11. بشیر سیفی "اردو خاکہ نگاری: فن تنقید "راولپنڈی: شاخسانہ پبلشرز،1990ء،ص۔35
12. اشفاق احمد ورک،ڈاکٹر "قلمی دشمنی "لاہور، بیت الحکمت،2014ء،ص۔93
13. اشفاق احمد ورک،ڈاکٹر "خود ستائیاں "لاہور، کتاب سرائے،2005،ص۔256
14. ایضاً،ص۔ 22
15. اشفاق احمد ورک،ڈاکٹر "خاکہ مستی "لاہور، کتاب سرائے،2009ء،ص۔102
16. ایضاً،ص۔116
17. ایضاً،فلیپ کوَر